AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

المصباح ریسرچ جرنل

ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue I

Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index

Category Y

Link: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: ہندو دھرم میں نجات کے طریق ثلاثہ کا اسلام کے ساتھ تقابل اور اجتماعی اثرات، تحقیقی و تقابلی جائزہ

Authors & Affiliations:

[1] **Naveeda Khanam**

PhD Scholar Department of Islamic Studies, Govt. Sadique College Women University, Bahawalpur.

[2] **Dr. Sobia Khan**

Supervisor, Assistant Professor, Department of Islamic Culture, Govt. Sadique College Women University, Bahawalpur.

Email Add: [1] naveedakhanam786@gmail.com

ORCID ID: [1] https://orcid.org/0000-0002-8769-3238

Published: 2024-02-27

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.10985357

Citation: Naveeda Khanam, and Dr. Sobia Khan. 2024. “ہندو دھرم میں نجات کے طریق ثلاثہ کا اسلام کے ساتھ تقابل اور اجتماعی اثرات، تحقیقی و تقابلی جائزہ: COMPARISON AND COLLECTIVE EFFECTS OF THREE WAYS OF SALVATION IN HINDUISM WITH ISLAM, RESEARCH AND COMPARATIVE ANALYSIS”. AL MISBAH RESEARCH JOURNAL 4 (01):1-15. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/237.

Copyright’s info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Published By: Research Institute of Culture and Ideology, Islamabad.

Indexation’s

ASIAN Research Index

INTERNATIONAL Scientific Indexing

EuroPub

Academic Resource Index ResearchBib

BASE

DRJI

OCLC WorldCat

Society for Indexing and Impact Factor Service ROOTINDEXING

Google Scholar

REINCI

ہندو دھرم میں نجات کے طریق ثلاثہ کا اسلام کے ساتھ تقابل اور اجتماعی اثرات، تحقیقی و تقابلی جائزہ

COMPARISON AND COLLECTIVE EFFECTS OF THREE WAYS OF SALVATION IN HINDUISM WITH ISLAM, RESEARCH AND COMPARATIVE ANALYSIS

*Naveeda Khanam
**Dr. Sobia Khan

ABSTRACT

The literal meaning of salvation is to get rid of or to be saved, i.e. to be saved or to be saved from any pain, suffering or loss and loss. The Qur'anic word "falah" includes the achievements of this world and the hereafter. While Salvation is a part of the meaning of the word "prosperity". The Islamic code of life makes it necessary to achieve the welfare of this world and the hereafter. While the main problem of Hinduism is to get rid of the Joni Chakra. It is not necessary for them to ensure the salvation of the world. Therefore, the three ways of salvation in Hinduism are a link in the same chain, which consists of knowledge, action and austerity. In Islam, the importance of these three teachings for salvation is Muslim, but the practical nature is different. Along with showing Islam as a complete code of life, putting forward this similarity so that the path of tolerance and harmony is paved and attraction towards the religion of Islam increases, the paper under review is a link in this chain.

Keywords: Collective effects, Salvation, Hinduism, Islam.

نجات کا لغوی معنٰی و مفہوم:

لغت کے اعتبار سے نجات کے متعدد معانی و مفہوم ہیں۔ یہ لفظ نجو (ن۔ج۔و) سے مشتق ہے اور گرامر کی رو سے یہ ثلاقی مجرد کے باب نَصَرَ یَنصُرُ کے وزن پر نجا ینجو نجاء ونجوا ونجاۃ ہے۔ اس کا مصدر نجاۃ ہے اور یہ درج ذیل معانی میں مستعمل ہے۔ النجا: الخلاص من الشیئ: کسی چیز سے چھٹکارا پانا ونَجَوتَ مَن کذا: میں نے فلاں چیز سے نجات حاصل کی۔ **والصدق مَنجَاةٌ**: اور سچائی نجات دیتی ہے۔ **وانجیت غیری ونَجیته**: میں نے اپنے غیر کو بچالیا۔ ارشاد ربانی ہے: "**فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ**"[۱] "کہ آج ہم تیرے بدن کو محفوظ رکھیں گے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"**وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ**"[۲]

"اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔"

*PhD Scholar Department of Islamic Studies, Govt. Sadique College Women University, Bahawalpur.
** Supervisor, Assistant Professor, Department of Islamic Culture, Govt. Sadique College Women University, Bahawalpur.

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.1, March-2024
Page no: 1-15

والنجوة والنجاة:ما ارتفع من الارضِ فَلَم يَعلهُ السيل : یہاں نجوۃ اور نجاۃ سے مراد بلند وبالا سطح زمین ہے۔ جہاں تک سیلاب نہ پہنچے۔

الناجية والنجاة،الناقة السريعة:ایسی سرعت رفتار اونٹنی جو اپنے اوپر سواری کرنے والے کو نجات دے، زندہ بچ جانے والا اور نجات، اونٹنی جو تیز رفتار ہو۔ ایسی تیز رفتار اونٹنی جو اپنے سوار کو نجات دے، اونٹ کو بھی "بَعِیر ناج" اس سے مراد تیز دوڑنے والی اونٹنی ہے۔[3]

نجات کا اصطلاحی مفہوم:

Encyclopedia of Religion and Ethics میں لفظ "Salvation" جو اُردو کے لفظ نجات کے ہم معنیٰ ہے، کا مفہوم یوں بیان کیا ہے۔

> "The idea which the term "Najah" conveys to the religions mind is that of escape from further punishment in hell."Khalas" is also used in the same sense. Thus, it is not so much escape from its punishment here after that is imtied in the term Salvation."[4]

اس دنیا میں موجود کوئی تصور حیات ایسا نہیں جس میں انسان کی اس دنیوی زندگی کے بعد والی زندگی کے مراحل پر بحث و تمحیث نہ کی گئی ہو۔ اکثر مذاہب میں موت کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے کا تصور موجود ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی کے اچھے یا بُرے نتیجے کو اس زندگی کے اعمال پر موقوف کرتے ہیں۔ الہامی مذاہب میں حیات بعد الموت ابدی ہے۔ اور اس میں نجات ناکامی کا انحصار اس دنیا کے اعمال پر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

> "وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ"[5]
>
> "اس دن وزن صرف حق کا ہوگا۔ پس جن کے پلڑے وزنی ہوں گے وہ فلاح پانے والے ٹھہریں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کیا۔ کیونکہ وہ ہماری تعلیمات کا انکار کر کے اپنے اوپر ظلم ڈھاتے رہے۔"

ہندو مذہب کی تعریف:

اصطلاحاً مذہب کا جو مفہوم ہے اس کو زیرِ نگاہ لاتے ہوئے یہ بات کہہ دینا بہت محال ہے کہ ہندو مذہب کیا ہے اور اُس کے کون سے بنیادی عقائد ہیں جن پر یقین رکھنا اس مذہب کے ماننے والے کے لیے ضروری اور لازمی ہے۔ کیونکہ یہودیت، نصرانیت اور مذہب اسلام کے مشابہ اس مذہب میں کوئی رسول موجود نہیں ہے، اس کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب نہیں ہے اور کوئی معین و مقرر عقیدہ بھی موجود نہیں ہے۔[6]

ہندو مذہب کی تعریف کے حوالے سے جو ابہام اور اشکال ذکر کیا گیا ہے یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس کے بارے میں ہندو مذہب کے بارے میں تحقیق کرنے والے تمام علماء کرام نے لکھا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

"عقیدہ اور مذہب کی حیثیت سے ہندو مذہب غیر معین اور مبہم بے شکل اور مختلف پہلوؤں پر حاوی ہے۔ ہر شخص اپنے مطلب کے مطابق ہر چیز حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی تعریف کرنا (یہ بتانا کہ یہ مذہب ہے یا نہیں) تقریباً ناممکن ہے۔ اس کی موجودہ شکل میں (بلکہ اس کی سابقہ شکل میں بھی) اس میں اعلیٰ ترین عقائد اور رسومات سے لے کر ادنیٰ ترین عقائد و رسومات تک شامل تھے۔ جو کہ بیشتر صورتوں میں ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد تھے۔"[۷]

مہاتما گاندھی ہندو مذہب کی تعریف میں یہ الفاظ لکھتے ہیں:

"If I were asked to define the Hindu creed, I should simply say search after truth through nonviolent mean. A man may not believe in God and still call himself a Hindu."[8]

ڈاکٹر تاراچند نے بھی اپنی کتاب میں ہندو مذہب کو مخلوط تہذیب و تمدن قرار دیا ہے۔ مختلف قسم کے افکار و نظریات اس کے خمیر اُٹھانے میں شامل ہیں۔[۹] مندرجہ بالا تعریفات سے یہ بات واضح ہے کہ اس مذہب میں ہر قسم کے افکار و نظریات رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔ مزید یہ کہ ہر اُس چیز کو بغیر کسی رُکاوٹ کے ہندو مذہب میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ جس کو کسی ہندو نے ہندو مذہب کی حیثیت سے پیش کیا ہو۔

ہندومت کا تاریخی ارتقاء:

ہندو مذہب کے ماننے والوں کی تاریخ کہیں بھی محفوظ نہیں ہے۔ مشہور و معروف فرانسیسی مستشرق گستاؤلی بان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"قدیم ہند کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے۔ ان کی کتب میں مطلقاً تاریخی واقعات لکھے ہوئے ہیں اور نہ اُن کی عمارتوں اور یادگاروں سے اس کمی کی تلافی ہوتی ہے۔ چند مذہبی کتابوں کے علاوہ جن میں بعض تاریخی واقعات، کہانیوں اور حکایتوں کے اندر دفن ہیں۔ ہندوستان کا تاریخی دور حقیقتاً مسلمانوں کی فوج کشی کے بعد سے یہ شروع ہوا اور ہندوستان سے پہلے تاریخ لکھنے والے مسلمان ہیں۔"[۱۰]

ہندو مذہب کے پیروکاروں کی تاریخ کے بارے میں (George Howels) لکھتے ہیں:

"India lacks, in an extreme degree, literacy works that supply reliable accounts of her own historical development with any Chrono logical exactness." [11]

ہندومت اور اس مذہب کے پیروکاروں کی کوئی مستند تاریخ موجود نہیں ہے۔ اس بات کا اعتراض خود ہندو تاریخ دانوں اور مصنفین نے بھی کیا ہے۔ بہر حال عام طور پر ہندو قوم کی تاریخ تین ادوار میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔

قدیم دور: دور قدیم پہلا دور ہے جو کہ ابتدائی زمانہ سے شروع ہوتا ہے اور آٹھویں صدی عیسوی پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

متوسط دور: یہ دوسرا دور ہے جو کہ آٹھویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے اور ایک ہزار سال کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

جدید دور: جس کا آغاز انیسویں صدی عیسوی سے ہوا اور اس وقت تک موجود ہے۔

دورِ اوّل چار دیگر ادوار میں منقسم ہے۔

پہلے دور کو مزید چار ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ ویدک دور: یہ ساتویں صدی قبل مسیح کا دور کہلاتا ہے۔

۲۔ بدھ دور: یہ دور ۲ صدی قبل مسیح تک اختتام پذیر ہوتا ہے۔

۳۔ ابتدائی ہندو دور: یہ تیسری صدی عیسوی کے درمیان میں ختم ہوتا ہے۔

۴۔ بعد کے ہندو دور: یہ دور آٹھویں صدی عیسوی تک جاری رہ کر ختم ہو جاتا ہے۔

ہندومت کا جدید دور: یہ وہ دور ہے جب ہندومت میں جدید اصلاحی تحریکوں نے جنم لیا۔ دوسرا دور بھی دو ادوار میں تقسیم ہوتا ہے۔ پہلا دور کا آغاز آٹھویں صدی عیسوی سے ہوتا ہے اور تیرھویں صدی عیسوی میں ختم ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا دور تیرھویں صدی عیسوی سے شروع ہو کر اٹھارھویں صدی عیسوی میں اختتام پذیر ہوا ہے۔[۱۲]

ہندومت میں حصول نجات کی مقبول راہیں:

ہندو مذہب کا مرکزی مسئلہ جونی چکر سے نجات کے طریقے:

ہندو مذہب یہ نظریہ رکھتا ہے کہ انسان کی روح انسان کے جسم میں آکر قید ہو گئی ہے۔ انسان کو اپنے اچھے اور بُرے اعمال کی بدولت مختلف چکروں سے گزرتا ہے جس کو آواگون، جونی چکر، اور تناسخ الارواح کہتے ہیں۔ ان چکروں سے نجات حاصل کرنے کا صرف یہ ہی طریقہ ہے کہ انسانی روح پاکیزہ زندگی گزار کر عالم ارواح میں چلی جائے۔ لہٰذا ہندو مذہب کا بنیادی مسئلہ جونی چکر سے حصول نجات ہے۔ ہندو نجات، مکتی یا نروان کو حاصل کرنے کے لیے تین طریقے یا راہیں مانتے ہیں:

۱۔ کرم مارگ (Karma Marga) یعنی عمل اور قربانی کا طریقہ

۲۔ جنان مارگ (Janan Marga) یعنی علم و معرفت کے طریقے

۳۔ بھگتی مارگ (Bhakti Marga) یعنی عبادت یا عقیدے کا طریقہ

ابتدائی زمانہ یعنی ویدک دور میں صرف عمل کی راہ سب سے زیادہ اہم تھی، دوسرے نمبر پر علم کی راہ اور تیسرے نمبر پر راہِ ریاضت اہمیت رکھتی تھی۔[۱۳] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نجات کی مقبول راہوں کو یوں بیان کرتا ہے:

> “Three paths or means to this salvation are generally accepted, though with differing emphases according to the particular tradition.
>
> Karma Marga: The path of ritual disinterested action.
>
> Janana Marga: The path of true knowledge.

Bhakti Marga: The method of bhakti or intense devotion to God."[14]

اس انسائیکلوپیڈیا کے مطابق بھی ہندو مذہب میں عام طور پر نجات کے لیے مذکورہ بالا تین راہیں یا طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا مباحث کی روشنی میں یہ نتائج سامنے آتے ہیں:

شری کرشن جی مہاراج کے دور میں ہندو مذہب کے تمام فلسفوں کا مرکز یہ تھا کہ مصائب اور تکالیف سے کیسے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ شری کرشن جی مہاراج نے بھی مصائب سے نجات حاصل کرنے کا راستہ بتایا۔ ابتداً تو انہوں نے تکالیف و مصائب کے سرچشمہ کی نشاندہی کی۔ انہوں نے کہا کہ تکالیف اور مصائب مایا یا مغالطہ کی وجہ سے آتی ہیں۔

مغالطہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان عالم متاں کی چھوٹی چیزوں کو حقیقی سمجھ لیتا ہے اور ان ہی کی محبت میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اسی وجہ سے تکلیف اور مصیبت آتی ہے۔ شری کرشن جی مہاراج کے فلسفہ کی روشنی میں عالم متاں غیر حقیقی بے ثبات متغیر ہے اس کے عالم متاں کے مدمقابل ایک اور عالم "برزخ" ہے۔ وہی عالم حقیقی، غیر متغیر اور خوبصورت ہے۔

فلسفہ بھگوت گیتا میں مغالطہ کو دور کرنے کے چار طریقے بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ مراقبہ یعنی دھیان　　۲۔ ریاضت ہائے جوگ　　۳۔ عشق الٰہی میں استقلال

۴۔ بلا اغرض و خواہش کے فرائض کی ادائیگی

جب انسان مغالطہ سے باہر نکل آتا ہے تو اُس کے لیے حصول نجات بھی آسان ہو جاتا ہے۔ حصول نجات کے پھر تین طریقے بیان کیئے ہیں:

1۔ عمل　　۲۔ علم　　۳۔ بھگتی یعنی ریاضت

علم کے ذریعے معلوم ہو گا کہ کن فرائض کی ادائیگی ضروری ہے اور عشق الٰہی اور ذات الٰہی پر کامل بھروسہ و اعتماد پیدا ہو گا اور یہ اعتقاد ہی انسان کو بلا خواہش نفسانی کے ادائیگی فرائض کی ترغیب دیتا ہے۔ جب انسان سے بغیر خواہشات نفسانی کے فرائض کی ادائیگی ہو گی تو نجات کے دروازہ میں داخل ہو جائے گا۔ بھگوت گیتا میں حصول نروان کے لیے ذات پات کی قیدے بالاتر ہونا انتہائی ضروری قرار دیا ہے،

پہلا طریقہ نجات: کرم مارگ (Karma Marga)

اس طریقے کا ماخذ و منبع برہمنز ادب اور منو مہاراج کا دھرم شاستر ہے۔ کرم مارگ جس کو راہ عمل بھی کہا جاتا ہے، وہ طریقہ ہے جس میں عمل کے ذریعے نجات حاصل کی جاتی ہے۔ ویدوں نے خصوصیت کے ساتھ راہ عمل کو ہی نجات کے حصول کے لیے پیش کیا ہے۔ اس کے بعد برہمنوں، کلپ شاستروں اور کرم میماسا نے اس کو مزید ترقی دی اور مدون کیا، مہابھارت، دھرم شاستر اور پورانوں نے راہِ عمل کو مقبول ترین بنایا ہے۔[۱۵]

قربانی اور عبادت کا تصور:

کائنات کے نظام میں قربانی ایک علامت کے طور پر ہے، مزید یہ کہ یہ پرجاپتی یعنی کائنات کے بادشاہ کی طاقت کا مرکز ہے۔ قربانی کے سبب سے بارش، طلوعِ آفتاب اور طوفان کی کارکردگی کا اظہار کرتا ہے۔لہذا قربانی ایک ایسے آلے کے طور پر ہے جو کہ منشا الٰہی پوری کرنے کا ذریعہ ہے۔انسانیت خدائی مخلوق کا درجہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مرضی کی بھی پابند ہے اور اس کی منشاء کی تعبیر و تفہیم کی جستجو رکھتی ہے اور فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے اعمال کو دیوتاؤں کی مرضی کے مطابق کرنے میں لگی رہتی ہے۔لہذا قربانی وہ ذریعہ ہے جو دنیا میں کامیابی وکامرانی اور اُخروی زندگی میں برکت کا حصول ممکن بناتی ہے۔[16]

ابدی خوشی و مسرت کی راہ، عمل کی راہ ہے۔یعنی ایسی قربانی جس کی ادائیگی بہ خلوص ایمان ہو اور عبادت بھی اس میں شامل ہو۔ قربانیوں کی بہت سی اقسام ہیں،ان میں سے کچھ دائمی اور واجب، کچھ واجب ہونے کے ساتھ ہنگامی اور بعض اختیاری قربانیاں ہیں اور بعض قربانیاں گھر کی روٹین سے تعلق رکھتی ہیں۔یہ قربانیاں دورِ حاضر میں بھی انفرادی زندگی میں اہم ہیں۔ ویدک دور کی قربانیاں جانوروں، پھلوں ،دودھ اور چاول کے چھڑھاوں کے ذریعے ادا کی جاتی تھیں۔البتہ بعد میں شعائر مذہبی میں سے جانوروں کی قربانی نکال دی گئی۔اور سمرتیوں کے پیروی کرنے والے صرف غیر خونی قربانیاں ادا کرتے رہے۔ بھگوت گیتا میں اس تصور اور نظریہ کی ایک اور ارتقائی صورت ملتی ہے۔جس میں عمل کی راہ کو ذریعہ بنا کر حصولِ نجات کی تعلیم دی گئی ہے اور تعریف کے اعتبار سے عمل یہ ہے کہ:"بلالحاظ ثمرات فرائض کی انجام دہی۔"[17]

"G.T.Garratt" لکھتے ہیں:

> "Ethical obedience is also a pathway to salvation. Hinduism desires that one's life should be regulated by the conception of duties or debts, which one has to discharge."[18]

یعنی قربانی اور اعمال(عبادات)کا سرانجام دینا فرمانبرداری میں شامل ہوتا ہے جو کہ نجات کا باعث ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر تاراچندر کے مطابق بھی مختلف چیزوں کے چڑھاوے چڑھانا اور رسوم وعبادات کی ادائیگی دیوتاؤں کو راضی کرنے کا ذریعہ اور راہ عمل میں شمار ہوتے ہیں اور یہ ایسی راہ ہے کہ اس حیات سفلی میں خوشحالی اور اخروی زندگی میں انبساط سرمدی تک پہنچانے والی تھی۔

ہندومت کا سخن آخر "مکتی" یعنی نجات ہے۔ اوّلاً نفسانی خواہشات سے نجات اس کے بعد زندگی سے نجات نروان چاہے اوّل الذکر کا ہو یا آخر الذکر کا ہو۔ مگر دونوں اعتبار سے یہ کامل نجات ہے۔ گاندھی نجات ثانی کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں:"میں دوبارہ جنم لینے کا خواہش مند نہیں۔"[19]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک ہندو کی سب سے بڑی خواہش اور آرزو جونی چکر سے فرار حاصل کرنا ہے،جو کہ ہر فرد کو دوبارہ پیدا ہونے کے چکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مندرجہ بالا مباحث سے یہ صراحت ہوتی ہے کہ ہندو مذہب کے پیروکار راہ عمل کے ذریعے جو کہ قربانی اور عبادات ورسوم پر منحصر ہے۔نہ صرف دنیامیں مسرت اور آسانی کے خواہش مند ہیں بلکہ مرنے کے بعد جونی چکر سے نجات حاصل کر کے ابدی مسرت وانبساط کے بھی خواہاں ہیں۔

منوسمرتی کا ضابطہ نجات:

منو مہاراج نے دھرم شاستر میں حصول نجات کا نیا ضابطہ بیان کرتے ہوئے عمل کے تعین کے لیے سماج یعنی معاشرہ کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ وہ اقسام برہمن، کھشتری، ویش اور شودر ہیں۔ پھر ہر ذات کے الگ الگ عمل مقرر کیے گئے۔ برہمن کی مکتی یعنی نجات علم کے حاصل کرنے، جنگ کے موقع پر بہادری دکھانے میں، کھشتری کی نجات، زراعت اور تجارت کرنے میں ویش کی نجات اور مذکورہ تینوں ذاتوں کی خدمت کرنے میں شودر کی نجات مضمر ہے۔ اس طرح منو مہاراج نے کرم مارگ کو ایک منظم و مرتب فلسفہ میں محصور کر دیا اور ہر شخص کی نجات اس ضابطہ حیات پر عمل کرنے پر منحصر ہے۔ چنانچہ یجر وید میں بیان ہوا ہے:

> "وید کے لیے برہمن، حکومت کے لیے کھشتری، مال مویشی کے لیے ویش اور خدمت کرنے کے لیے شودر پیدا کیا گیا۔"

مزید یہ کہ گیتا کا آخری اشلوک ہے:

> "اپنا اپنا عمل کرنے والے لوگ عمل کے ذریعے پر میشور کو حاصل کر لیتے ہیں۔ جو کہ سب کا مدعا ہے۔ اپنا دھرم کیسا ہی خوبیوں سے خالی ہو نجات کا ذریعہ ہے۔ دوسروں کا دھرم خواہ کیسی ہی خوبیوں والا ہو نجات کا ذریعہ نہیں۔"[۲۰]

شاستر میں معاشرے میں موجود تمام افراد کے فرائض مقرر کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر کرم مارگ عورت کو بچپن میں والد جوانی میں شوہر اور شوہر کی وفات کے بعد اپنے بچوں کی زیر نگرانی زندگی گزارنے کا پابند کرتا ہے۔ گھر کا سارا کام کرنے کے ساتھ ساتھ خاوند کی اطاعت پرستش کی حد تک کرے نیز یہ کہ اُن کی شادی کا تعلق اٹوٹ انگ ہوتا ہے۔ یعنی کہ خاوند کی وفات کے بعد شادی نہیں کر سکتی بلکہ بعض حالات میں تو خاوند کے ساتھ ستی ہو جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ کرم مارگ کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ نتائج کی فکر کیئے بغیر اپنے فرائض بخوبی ہر ذات اور ہر عورت مرد سر انجام دے اور دیوتاؤں کے لیے قربانیاں دی جائیں۔

دوسرا طریقہ نجات: جنان مارگ:

ویدک اور برھمنا دور میں راہ عمل پر بہت زور دیا گیا لیکن اس کے بعد مفکرین نے یہ بات محسوس کی کہ صرف راہ عمل ہی کے ذریعے نجات کا حصول ممکن نہیں ہے لہذا علت و معلول کی زنجیر کو توڑنے اور جونی چکر سے نجات حاصل کرنے کا کوئی اور ذریعہ تلاش کیا جائے۔ مزید یہ کہ برہمن کی برتری کو بھی ختم کیا جائے چنانچہ راہ علم جنان مارگ کی دریافت ہوئی۔ اسی لیے یہ طریقہ نجات برہمنوں کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بہت زیادہ مقبول ہوا۔ جنان مارگ کا ماخذ و منبع اُپنشد ہے یہ متکلمانہ اور حکیمانہ نجات کا فقہی طریقہ ہے جو کہ انسان کو جہالت سے نکال کر علم سے بہرہ ور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ نجات کا یہ طریقہ عقلی تنقید اور منطقی استدلال پر بات کو جانچنے والے لوگوں کے لیے زیادہ مناسب ہے، لہذا نجات کا یہ طریقہ بہت زیادہ دماغی کوشش کا متحمل ہوتا ہے۔ اس طریقہ نجات کے ذریعے علم و معرفت حاصل کرنے والے لوگ سرور و انبساط کی ایسی کیفیت سے لُطف اندوز ہوتے ہیں جو بیان کرنے کی حد سے دور ہے۔ بھگوت گیتا میں اس بارے میں لکھا ہے:

> "جو لوگ اُتیہ بھاؤ سے میری بھگتی کرتے ہیں آتما کو مجھ میں لگاتے ہیں وہ مکتی پاتے ہیں۔ جنم مرن سے چھوٹ جاتے ہیں۔ میری بھگتی کرنے سے پاپی اور پنچ بھی دھرمی ہو جاتے ہیں۔"[۲۱]

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.1, March-2024
Page no: 1-15

جنان مارگ کی بنیاد:

نجات کا یہ طریقہ اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ تمام انسانی مشکلات جہالت کا نتیجہ ہیں، اسی وجہ سے مختلف طریقے اختیار کرکے اس جہالت کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جن میں سے ایک جنان مارگ ہے۔ ہندوؤں کے خیال کے مطابق انسانیت اس غلطی کی مرتکب ہوئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو عالم کی روح (ہندو مذہب میں برہمن کو آتما کا نام دیا جانا) سے الگ تھلگ چیز خیال کرتی ہے۔ اس جہالت سے نجات حاصل نہ کرنے تک انسان جونی چکر میں گرفتار رہتا ہے۔ یہ گروہ یہ خیال رکھتا ہے کہ برہمن اور انسان تعلق کے اعتبار سے دریا اور سمندر جیسے ہیں، آخر کار دریا سمندر سے مل جاتا ہے۔ مختصراً یہ طریقہ وحدت الوجود کے علم کو امتیازی حیثیت فراہم کرتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا مذہب کا مقالہ نگار بیان کرتا ہے:

> "جنان مارگ کا بنیادی نقطہ نظر جو آج بھی انڈیا پر بہت اثر رکھتا ہے۔ وہ آتمن کی برھما سے وحدت ہے۔ برھما واحد، منفرد، یکتا، قائم بالذات اور لافانی ہے۔" وہ ناقابل تغیر ہے اس لیے وہ حصوں میں تقسیم نہیں ہو سکتا۔"[۲۲]

اس سے مراد یہ ہے کہ جنان مارگ کا بنیادی فلسفہ وحدت الوجود کا علم ہے۔ ہندو مذہب میں عرفان اور معرفت کے حصول کے لیے چار مراحل مقرر کیے گئے ہیں۔ برہمن کا منصوبہ حیات ان چار مراحل سے گزر کر پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے اور ان منازل کو ہندو مذہب میں آشرم کا نام دیا گیا ہے۔ انسان کی اوسط عمر ۱۰۰ سال فرض کر کے ۲۵،۲۵ سال کے چار حصوں میں منقسم کیا گیا ہے جسے آشرم سے موسوم کیا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ برہمچاری آشرم:

اس سے مراد تجرد کی زندگی ہے جو کہ علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ ان ۲۵ برس میں وہ علم کی تکمیل کرے۔ گرو کی خدمت بجالائے اور اپنی خواہشات پر ضبط اور کنٹرول پیدا کرے۔

۲۔ گرہست آشرم:

برہمچاری آشرم کے بعد یہ دوسرا مرحلہ ہے۔ جس میں برہمن آئندہ ۲۵ برس کے لیے لازمی طور پر ازدواجی رشتہ میں بندھ کر زندگی بسر کرے، تربیت اولاد کو مدّ نظر رکھے اور علمی و مذہبی عقائد اور رسوم و رواج میں معاشرے کے دوسرے افراد کو رہنمائی فراہم کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔

ستیارتھ پرکاش میں بتایا گیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے وہاں تک محبت سے مال و دولت خرچ کر کے اپنے بچوں کی تربیت کر کے عالم بنائیں، اس کے علاوہ مذہبی اُمور سرانجام دے کر مکتی یعنی نجات کے لیے تدابیر اختیار کر کے راحت اور خوشی کے حصول کو ممکن بنائیں۔[۲۳]

۳۔ سادھو آشرم:

اس مرحلے میں جو کہ پچاس برس سے شروع ہوتا ہے۔ برہمن کے لیے ضروری ہے کہ وہ گھر بار چھوڑ کر جنگل میں چلا جائے۔ اسرار و رموز جاننے کی کوشش کرے۔ عبادت میں مصروف ہو جائے۔ خاندانی تعلقات کو قطع کر دے۔ اصول معرفت کی طرف توجہ دے اور نیک نام مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

۴۔ سنیاس آشرم:

یہ عرفان اور معرفت کی آخری منزل ہے۔ جس میں گھر بار اور شہری زندگی کو مکمل طور پر چھوڑ کر تمام وقت جنگلوں میں میں گیان دھیان میں مصروف رہے اور آخر کار روح کل میں مدغم ہو جانے کی فکر کرے۔ یہ دور بھکشو بن کر گزارے۔ وہ جسمانی قوتوں کو یا تو استعمال کرتا ہے یا پھر معطل کر دیتا ہے۔ یہ طریقہ یوگ کہلاتا ہے جس میں سے سمادھی کے ذریعے اپنے آپ کو براہما میں ضم کرنے کا طریقہ اپناتا ہے۔ اس کے ساتھ اوم کا ورد کرنے کی ترغیب ہے۔

> "دنیا کی شہرت یا فائدہ، دولت، عزت اور اولاد وغیرہ کی محبت سے الگ ہو کر سنیاسی یعنی بھکشو لوگ فقیر ہو کر رات دن نجات کی تدبیر میں مشغول رہتے ہیں۔"[۲۴]

حاصل کلام یہ کہ مذکورہ نجات کے طریقہ سے انسان حقیقت سے واقف ہوتا ہے، جس سے مکتی کا حصول ممکن ہو کر جونی چکر میں گرفتار ہونے کا عمل اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

تیسرا طریقہ نجات: بھگتی مارگ:

بھگتی کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

سنسکرت زبان کے الفاظ میں ایک لفظ بھگتی ہے، جو کہ وقف کر دینے کا معنیٰ یعنی کامل وابستگی اور عقیدت کا معنی رکھتا ہے۔ ہندو مذہب میں اس کا مطلب دیوتائی اثر رکھنے والی شخصیت سے عقیدت اور وابستگی رکھنا۔

"R.E.Hume" اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

> "Do your caste duty, and trust your God for the rest for your salvation. Salvation according to the Bhagavad-Gita is to be obtained chiefly through personal devotion to a personal deity."[25]

ذاتی خدا پر ذاتی ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اُس سے ایسی محبت کرنا جیسی انسانوں سے کی جاتی ہے۔ ہر چیز کو اس کی خدمت کے لیے وقف کر دینا اور قربانی، عمل اور علم کو چھوڑ کر اس وسیلے سے موکش و مکتی حاصل کرنا بھگتی مذہب کا جذباتی پہلو یا رُخ ہے۔ اس کی جڑ میں انسانی شعور کے تاثراتی یا احساساتی پہلو میں جاگزیں ہیں جس طرح علم کی جڑیں علمی اور عقلی پہلو میں اُتری ہوئی ہیں اور عمل کی جڑیں رضائی اور ارادی پہلو ہیں۔

بھگتی مارگ کا طریقہ نجات جنان مارگ اور کرم مارگ سے علیحدہ اور مختلف ہے۔ جس طرح کرم مارگ کا تصور برہمنوں اور ویدوں سے اخذ کیا گیا ہے اسی طرح بھگتی مارگ کا تصور بھگوت گیتا سے لیا گیا ہے۔

ہندو مذہب میں نجات کے تینوں طریقوں میں سے بھگتی مارگ کو خاص مقبولیت حاصل ہے۔ اگر گیتا کے اثرات کا نفسیاتی تجزیہ کر کے دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ علم و معرفت کی کسوٹی پر ایمانیات کا جائزہ لینے والے گنتی کے چند افراد ہوتے ہیں۔ لہٰذا جنان مارگ صرف تعلیمی طبقہ، فلاسفہ اور سنیاسیوں تک محدود و محصور رہا۔ ان فلسفیانہ موشگافیوں سے عوام الناس کو تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ ان کے جذبات کی

تسکین کا سامان والہانہ جذبات سے منسلک ہے۔ چنانچہ ہندوؤں نے بھگتی مارگ کے ذریعے ہندو دھرم کو بدھ مذہب اور جین مذہب میں مدغم ہو جانے سے بچالیا۔ لہٰذا ایک طرف ہندو فلسفی، فلسفیانہ موشگافیوں میں مصروف عمل رہتے تو دوسری طرف ہندو عوام دیوی دیوتاؤں سے شانتی حاصل کرتے۔

بھگتی مارگ کا مزاج توحید آشنا ہے۔ اس کے بانی کرشن جی مہاراج ہیں۔ جو کہ ہندوؤں میں کرشن گھوپال اور کرشن بانسری بجانے والے کے نام سے معروف ہے۔ یہ نظریہ تاریخ ہندومت میں سنگ میل کی حیثیت کا حامل ہے۔ بھگتی کا مطلب و مفہوم خدا کی محبت میں سرشار ہو جانا اور اس کے لاگو کیے گئے فرائض کو کچھ مانگے بغیر ادا کرنا ہے۔ یہ عقیدہ بڑی جاذبیت رکھتا ہے جس سے قدیم آریائی عقائد محروم تھے۔

لہٰذا کرشن جی مہاراج بیان کرتے ہیں کہ:

"ہمہ تن عقیدت سے ہی خدا کو پاسکتے ہیں۔"[26]

جبکہ ڈاکٹر تاراچند اس طرح تعریف کرتے ہیں:

"محبت کے جذبے کے ساتھ ایک شخصی دیوتا کی پوجا کی جائے یعنی ایک شخص اپنی ہر چیز شخصی دیوتا کے لیے وقف کر دے۔"[۲۷]

بھگتی مارگ کے اجزائے ترکیبی:

ایک شخصی دیوتا، عشق پرستار، فضل الٰہی، سب کے لیے نجات کا وعدہ بلا لحاظ ذات، خدا کی رضا کے سامنے کامل سپردگی اور اتصال باطنی۔[۲۸]

غرض یہ کہ بھگتی مارگ کا تعلق جذبات اور احساسات کے ساتھ ہے اور اس کی جڑیں انسانی شعور کے احساساتی پہلو میں موجود ہیں۔ جبکہ علم و گیان کی جڑیں ذہن والے حصہ میں اور عمل یا کرم اپنی جڑیں قوت ارادی کے حصہ میں جمائے ہوئے ہے۔ بعض کے نزدیک تو بھگتی کا سرچشمہ بھی وید ہی ہے۔ لیکن اس کا ماخذ اصلی بھگوت گیتا ہے۔ ابتداء میں یہ طریقہ زیادہ رائج نہیں رہا۔ لیکن بعد میں اس طریقہ نے باقی دونوں طریقوں پر فوقیت و برتری حاصل کرلی۔

بھگوت گیتا کی رو سے حصول نجات کا طریقہ:

بھگوت گیتا ہندو مذہب کی مقبول ترین کتاب ہے۔ جسے ہندی میں کرشن سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں کرشن جی مہاراج نے مذہب، فلسفہ اور اخلاقی اصولوں کو بیان کیا ہے۔

بھگوت گیتا کی تعلیم کے بارے میں "The Disc overy of India" میں لکھا ہے:

> "Every school of thought and Philosophy looks up to it and interprets it in its own way Gandhi Ji bases his firm belief in non-violence on it, others justify righteous cause."[29]

یعنی ہر خیال کے مفکر اور فلسفی نے گیتا کی اپنے نقطہ نظر سے تفسیر و تاویل کی ہے۔ گاندھی جی نے بھی اپنے عدم تشدد کے مستحکم عقیدے کی بنیاد اس پر رکھی ہے۔ دوسرے مفکر بھی اس کی بنیاد پر جنگ و تشدد کو ایک ٹھیک راہ عمل بتاتے ہوئے حق بجانب ثابت کرتے ہیں۔

"تاریخ ہندی فلسفہ" میں بھگتی کے ذریعے مکتی یعنی نجات حاصل کرنے کے بارے میں لکھا ہے:

"اس قسم کی مکتی کو صرف عشق ایزدی (بھگتی) کے ذریعے حاصل کرنا ممکن ہے۔ یہاں بھگتی کے معنیٰ محبت کے ساتھ دھیان کرنا ہے۔ نیز اس قسم کی بھگتی علم بھی پیدا کرتی ہے اور اچھا علم بھگتی میں شامل ہوتا ہے۔ یہاں بھگتی کا مطلب لگاتار دھیان ہے اس لیے اس کی لگاتار مزاولت کی جاتی ہے۔"[۳۰]

الغرض بھگوت گیتا ایسی کتاب ہے جس میں عشق حقیقی کا ذکر کثرت کے ساتھ آیا ہے۔ اس میں انسان کی ایک خدائی عبادت کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ نجات حاصل کرنے کے لیے اخلاقی اصول مثلاً صبر، شرافت، تمام مخلوق سے محبت پھر خدا سے محبت کا ہونا لازمی ہے۔ راہ نجات (کرم مارگ) علم اور عقل کے ذریعے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ راستہ بہت مشکل ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے آسان ذریعہ عشق ہی ہے۔

بھگوت گیتا میں "بھگوان کرشن" اپنے بھگت ارجن کو ہدایت کرتے ہیں:

"آدمی کو چاہیے کہ ہر وقت میری ہی عبادت کرے۔ میری بھگتی کرے۔ بھگوان کی بھگتی کرنے والا آدمی بھگوان میں ہی سما جاتا ہے۔ اور جنم مرن کے چکر سے ہمیشہ کے لیے چھوٹ جاتا ہے۔"[۳۱]

بھگوت گیتا نے دنیا میں زندگی گزارنے کے اصولوں کی تعلیم بھی دی ہے اور انسانوں کو اختیار دیا ہے کہ اگر چاہیں تو رہبانیت اختیار کر کے جنگلوں اور بیابانوں میں نروان حاصل کریں۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اس زندگی کے فرائض پورے کرتے ہوئے آسائشوں سے فائدہ اٹھائیں اور دنیا کے علوم حاصل کریں۔ ان دونوں راستوں میں سے جو چاہیں اختیار کر لیں۔ جیسا کہ کرشن جی مہاراج ارجن کو کہتے ہیں کہ فرض انسان پر قرض کی طرح ہے۔ جس طرح قرض کی ادائیگی ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح فرض کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ فرض ادا نہ کرنے والا بہت گناہگار ہے۔ "ہندو تصوف" میں انسان کی چند حالتیں بیان کی گئی ہیں۔ اُس اعتبار سے انسان کی پہلی حالت وہ ہے جب وہ بالکل اپنے نفس کا غلام بن کر زندگی بسر کرتا ہے۔ دوسری حالت وہ ہے جس میں وہ گناہ اور نیکی کے درمیان رہتا ہے۔ یعنی نہ تو مکمل طور پر گناہ گار اور نہ مکمل گناہ سے آزاد۔ لیکن تیسری حالت وہ ہے جس میں وہ مکتی (نجات) حاصل کرتا ہے۔ اس طرح ہے کہ اُس حالت میں پُہنچ کر روحانی قویٰ اور پاکیزگی میں اس قدر ترقی حاصل کر لیتا ہے کہ پھر وہ پاپ یعنی گناہ سے مکمل آزاد ہو جاتا ہے۔ اور یہ ہی حالت پوری "مکتی" کی ہوتی ہے۔ جس کے بعد روح امر ہو جانے کے بعد صرف اپنی خوبیوں اور پرماتما کی اوصاف حاصل کرنے کے بعد دھرم جیون میں ابد الاباد تک ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔[۳۲]

ہندو تصوف نجات کی سب سے عجیب اور انوکھی بات یہ ہے کہ انسان جونی چکر سے آزادی حاصل کر کے خدائے واحد کی ذات میں ضم ہو جاتا ہے۔ اس کو نجات کی اعلیٰ ترین صورت خیال کیا جاتا ہے۔ یعنی ہندو مذہب میں بھگوت گیتا کے مطابق آواگون اور آسمانی عروج کی راہوں کے علاوہ سب سے آخری اور بہترین راستہ نجات کا راستہ ہے۔ جو سب سے بلند تر ہے۔ جو شخص یہ اعلیٰ ترین نیکی حاصل کر کے خدا میں مدغم ہو جاتا ہے وہ خدا میں ہی زندگی گزارتا ہے اور کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ سے تمام مصائب و آلام سے بچ جاتا ہے۔ گیتا میں ہندو مذہب کے فلسفے کو جس قدر وضاحت اور فصاحت و بلاغت سے بیان کیا گیا ہے اس کی مثال تمام سنسکرت لٹریچر میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں ہندو تصوف کے بھی بیسیوں مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں۔ اس طرح ہندو مذہب کے تصوف کے حوالے سے بھی اس کتاب کو خاص مقام حاصل ہے۔ "الجہاد فی الاسلام" میں گیتا کے فلسفہ نجات کا خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ کیونکہ عقیدہ تناسخ کے اعتبار سے مرنے کے بعد انسان دوسرا جنم لیتا ہے اس لیے اُس کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ مرنے کے بعد جنم لے گا تو اُس پر قتل کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ روح کے لیے جسم کی حیثیت جسم کے لیے کپڑوں کی طرح ہے لہٰذا کسی کے جسم اور روح کا تعلق ختم کرنا پُرانے کپڑوں کو اُتار دینے کے مترادف ہے۔ حادث چیز کا فنا ہو جانا یقینی ہے پھر جب انسان کو ایک دن قدرت کے باوجود مرنا ہی ہے تو پھر آج اُسے مار دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جو شخص گیان حاصل کر لے اُس کے

لیے نیکی اور بدی کوئی قید نہیں رہتی لہٰذا اس کے لیے تمام اعمال جائز ہو جاتے ہیں۔ نیکی اور بدی کا امتیاز صرف گیان حاصل نہ کرنے والے لوگوں کے لیے ہے۔ تو اگر گیان حاصل کر لیا تو پھر بُرا سے بُرا کام بھی گناہ کے زمرہ میں شامل نہ ہو گا۔[۳۳]

اس ساری تعلیم کا قدرتی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ انسان کے دل میں انسانی جان کی کوئی قدر و قیمت نہ رہے۔ جس کا جی چاہے اپنے دوسرے بھائی کو پُرانا کپڑا پھاڑنے کی طرح قتل کر دے۔ روح کی دائمی زندگی کا فلسفہ پیش کر کے باز پُرس سے بَری ہو جائے۔ پھر جو شخص گیانی ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو تو اُس کے لیے قتل کے تو کیا معنیٰ کوئی گناہ گناہ نہیں رہتا۔ وہ آزادی کے ساتھ تمام جرائم کا ارتکاب کر کے بھی پاکباز رہے گا۔

لیکن دوسری طرف بھگوت گیتا میں اعلیٰ اخلاقی اصولوں کو اپنانے کی بھی تعلیم موجود ہے۔ ہر چیز کو گہرائی سے اور فلسفی انداز میں کرشن جی نے پیش کیا ہے جو کہ مؤثر ترین ہے۔ اگر اس کا سلامی تعلیمات سے تقابل کیا جائے تو زندگی کے ہر میدان کے بارے میں اسلامی تعلیمات میں جو توازن ہے بھگوت گیتا کی تعلیمات اُس توازن سے خالی ہیں۔

حصول نجات کی تین مقبول راہوں کے اثرات:

ہندو مذہب کے تمام فرقوں کا مرکزی اور اتفاقی مسئلہ حصول نجات یعنی مکتی کا حصول رہا ہے۔ حصولِ نجات کے مقبول عام تین طریقوں میں سے پہلا طریقہ رسمی عبادات مثلاً قربانی وغیرہ اور دیگر نیک کام کرنے پر مشتمل ہے جسے کرم مارگ کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ بعد کے زمانے میں اُپنشدوں کی وجہ سے رواج پذیر ہوا۔ اس میں عمل کے بجائے علم کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے مطلب یہ کہ جس نے صحیح علم حاصل کیا وہ ہی مکتی یعنی نجات کا مستحق ہو گا۔ یہ طریقہ جنان مارگ کہلایا۔ بعد ازاں اس طریقے کو ویدانت کی تائید بھی حاصل رہی۔ تیسرے طریقے میں علم اور عمل کو چھوڑ کر زیادہ اظہار جذبات کا ہوتا ہے بھگتی مارگ کے نام کا حامل ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے عقیدت اور محبّت کے جذبات کا اظہار کرنا نجات کو لازم کرتا ہے۔ اس بارے میں تفصیلی جاننے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمل سے مراد ہندو مذہب کی چاروں ذاتوں کے اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی ہے جو کہ نجات کا باعث ہو گی۔ یعنی الگ الگ ذاتوں میں پیدا ہونا ہی اُن کے مذہبی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی مقام و مرتبہ کا تعین کرتا ہے۔ یگیہ یعنی قربانی بھی برہمن کی نجات کے ساتھ خاص ہے۔ جبکہ اسلام میں پیدائشی لحاظ سے انسانوں کا کوئی مقام و مرتبہ مقرر نہیں کیا گیا۔ مذہبی لحاظ سے اعلیٰ مقام کا انحصار تقویٰ پر ہے۔ شریف النفس انسان بھی معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اپنی قابلیت اور اہلیت کے ذریعے عمدہ رزق کما سکتا ہے۔ اور سیاسی میدان میں بھی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

راہ علم سے مراد گہرے مراقبے کے ذریعے خدا پر غور و فکر کرنا۔ حصول مکتی کا یہ نظام انتہائی پیچیدہ ہونے کی وجہ سے فلاسفہ، سنیاسیوں، اور راہبوں تک محدود رہا۔ یعنی اس نے بھی راہبانہ زندگی کو مزید وسعت دی۔ اور اسی طریقے سے سانکھیہ، یوگیہ اور ویدانت فلسفوں نے وجود میں آکر اپنے اثرات مرتب کیئے۔

جبکہ اسلام بھی خدا کی ذات میں غور فکر کر کے روحانی شعور حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے لیکن اس قدر شدت سے نہیں کہ دنیاوی فرائض کو پس پشت ڈال دیا جائے۔

ہندو مذہب کے تیسرے طریقے نے معاشرے کو گیان دھیان کے ساتھ شخصی دیوتا کا پابند کر دیا۔ جس نے تمام عوام کو اپنے اپنے گھروں میں بھی اپنا اپنا دیوتا رکھنے کی طرف مائل کر دیا۔

تقابل مع اسلام:

اسلام میں اُخروی نجات کے لیے علم اور عمل کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اہلِ سلوک نجات کے لیے راہِ ریاضت پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں۔

ہندو مذہب میں ابتداء میں نجات کے لیے عمل کو ضروری قرار دیا گیا۔ اُن کے نزدیک عمل سے مراد قربانی، عبادات اور رسوم ہیں۔ پھر علم کو اہمیت دی گئی۔ اُن کے نزدیک علم سے مراد آتما (روح) کو برھما (خدا) کا حصہ سمجھنا اور جاننا ہے۔ اس کے بعد راہِ ریاضت کو ضروری سمجھا گیا۔ اُن کے ہاں راہِ ریاضت سے مراد اپنے آپ کو کسی ذات کے لیے وقف کر دینا ہے۔

دینِ اسلام سب سے پہلے علم کی اہمیت کو باور کرواتا ہے اور عمل کو علم کا محتاج ٹھہراتا ہے۔ دینِ اسلام علم کی اہمیت کو پہلی وحی کے ذریعے اس طرح بیان کرتا ہے:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"[٣٤]

حدیث مبارکہ ہے:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا"[٣٥]

"مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

وہ اعمال جو اللہ ربّ العزّت نے نجات کے لیے ضروری قرار دیے ہیں، ان کی صحیح طور پر ادائیگی اُن کے بارے میں علم حاصل کرنے پر ہی موقوف ہے۔ دینِ اسلام میں اعمالِ صالحہ کو بھی نجات کے حصول کے لیے ضروری سبب قرار دیا گیا ہے۔ اعمال میں قربانی، عبادات یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ"[٣٦]

"سو جس نے ذرّہ برابر بھلائی کی، وہ اُسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرّہ برابر بُرائی کی وہ اسے دیکھ لے گا۔"

آپ ﷺ کے حدیثِ مبارکہ کے الفاظ ہیں کہ جن کو اُس کے عمل نے پیچھے چھوڑ دیا اُسے اس کا نسب آگے نہیں لے جا سکتا۔

راہِ ریاضت کو "احوال" کے لفظ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور ج علماء کرام نے احوال کو مرکزِ نگاہ بنایا وہ "صوفیاء" کہلائے اور یہ علم "علمِ تصوف" کے نام سے جانا گیا۔ قرآن پاک نے اس کو تزکیہ نفس کا نام دیا اور حدیثِ مبارکہ نے حسان کے عنوان سے نوازا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا:

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى"[٣٧]

"یقیناً وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنا تزکیہ کیا یعنی باطنی لحاظ سے اپنے آپ کو پاک صاف کیا۔"

تصوف و ریاضت سے مراد یہ ہے کہ اپنا دھیان اور توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھی جائے اور اُسی کو اپنے دل میں جگہ دی جائے۔ تمام اعمال اُسی کی رضا اور خوشنودی کے لیے انجام دیے جائیں اور اپنی ذات کو اُسی ذات کے لیے وقف کر دیا جائے۔

مذکورہ تقابل اور دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں مذاہب میں عملی نوعیت کا فرق ہے وگرنہ تو وہ بھی ان تینوں اشیاء کو نجات کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں اور اسلام بھی، بس تھوڑا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے اس طرح سے اُن کو اسلام کو سمجھنے اور قریب آنے کا موقع ملے گا۔ اس کھچاؤ اور شدّت پسندی کے ماحول میں ایسا کرنے کی ضرورت بھی ہے۔

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.1, March-2024
Page no: 1-15

خلاصہ:

ہندو دھرم دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔اُن کے نزدیک جونی چکّر (انسان کی روح انسان میں آکر قید ہوگئی ہے۔انسان کو اپنے اچھے اور بُرے اعمال کی بدولت مختلف چکروں سے گزرنا پڑتا ہے) سے نجات ہی اُن کی زندگی کا بڑا مسئلہ ہے۔اس مذہب نے اور بہت سے طریقوں کے علاوہ ان تین راستوں (علم، عمل اور ریاضت) کو حصولِ نجات کا بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔معاشرہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اُن کے لیے کچھ اعمال کو مخصوص کر کے انہی پر اُن کی نجات کو موقوف کر دیا ہے۔جبکہ راہِ ریاضت نے معاشرہ کو بُت پرستی پر اور زیادہ اُبھارنے پر اہم کردار ادا کیا ہے۔جبکہ اسلام میں بھی علم، عمل اور ریاضت اُخروی نجات میں اہم جز کی حیثیت رکھتے ہیں۔لیکن اسلام نے ان کو بنیاد بنا کر معاشرہ کو تقسیم نہیں کیا۔نجات کے حصول میں سب کو مساوی درجہ دیا ہے۔بہر حال ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کو حق ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کی مماثل چیزوں کو بھی سامنے لایا جائے تاکہ شدّت پسندانہ رویّے کو ختم کر کے اقوامِ عالم کو اسلام کی طرف راغب کیا جاسکے۔

نتائج:

- کرم مارگ یعنی راہِ عمل میں سب سے زیادہ توجہ قربانی یعنی نذرونیاز پر دی گئی کیونکہ اُسی کو فرمانبرداری اور نجات کا ذریعہ سمجھا گیا۔
- عرفان اور معرفت کے حصول کے لیے ایک برھمن کی زندگی کو چار حصوں میں تقسیم کر کے فرائض سونپ دیے گئے، انہی فرائض کی ادائیگی ہی حصولِ نجات کو ممکن بناسکتی ہے۔
- بھگتی مارک کے ذریعے ہندومت کو بدھ مذہب اور جین مذہب میں مدغم ہونے سے بچالیا گیا۔

تجاویز وسفارشات:

- حصولِ نجات کے تین راستوں کی طرح اگر ہندو مذہب کی دوسری تعلیمات میں بھی اسلام کے ساتھ مماثلت کو تلاش کیا جائے تو ہندو مسلم کشمکش کم ہونے کی وجہ سے فروغِ اسلام کا باعث ہوگا۔
- عصرِ حاضر میں ذہنی ڈپریشن کو کم کرنے کے لیے یوگا کی مشق کو فروغ دیا جائے جو کہ بھگتی مارک کا پیدا شدہ عمل ہے۔
- راہِ سلوک یعنی تصوف کا صحیح مفہوم واضح کر کے اس کی عملی مشق دورِ حاضر میں نفسانفسی کے عالم میں راحت وسکون کا باعث ہوگی۔

حوالہ جات:(References)

[1] القرآن الکریم، سورۃ یونس، آیت ۹۲۔

[2] القرآن الکریم، سورۃ الانبیاء، آیت ۸۸۔

[3] ابن منظور الافریقی، لسان العرب (ایران: مطبوعہ نشر ادب الحوزہ، ۱۴۰۵ھ)، ۱۵/ ۳۰۵

[4] Encyclopedia of Religion and Ethics (New York), 149

[۵] القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت۸،۹۔

[٦] احمد عبداللہ المسدوسی، مذاہب عالم، (لاہور: سعادت آرٹس پریس، ۲۰۰۲ء)۲۳۷۔

[7] Jawahrlal Nehru, The Discovery of India (Bombay:Asia publishing house) 73.

[8]Jawahrlal Nehru, The Discovery of India, 63

[9]. Dr.Tara Cahnd, Infulence of Islam on Indian Culture (Lahore: Book Traders, 1979) 2.

[۱۰]گستاؤلی بان، تمدن ہند، مترجم: علی بلگرامی (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹٦۲ء)۲۰۳۔

[11] George Howlls,The Soul of Indian (London: Kingsgate press, 1913) 66.

[12] Tara Chand, Infulence of Islam on India Culture,2, 3.

[13] Tara Chand, Influence of Islam on Indian Culture, 11.

[14] Encyclopedia Britanica, 5/935.

[15] Tara Chand, Influence of Islam on Indian Culture, 11,12.

[16] Ibid, 14, 15.

[17] Tara Chand, Influence of Islam on India Culture, 15.

[18] G.T Garratt, The Legacy of India, (Oxford: Clarenden Press, 1977) 81.

[19] ول ڈیورانٹ، ہندوستان، مترجم: طیب رشید (لاہور: تخیلقات ٹیمپل روڈ، ۱۹۹۵ء)، ۱۱۵۰۔

[۲۰] ذاکر نائیک، تقابل ادیان، مترجم: فیضان محمد (لاہور: اسلام بک ڈپو، س ن)۱۰۸، ۱۰۹۔

[۲۱] شریمد بھگوت گیتا، ادھیائے، ۹ شلوک (نئی دہلی: نیوسٹینڈرڈ پبلیکیشنز، ۱۹۵۷ء)۱۸۴۔

[۲۲]ذاکر نائیک، تقابل ادیان، ۱۱۰۔

[۲۳] سوامی دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش (لاہور: نگارشات پبلشرز، ۱۹۲۷ء)۱/۹۵۔

[۲۴] سوامی دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش، ۱/۲۱۱، ۲۱۲۔

[25] R.E Hume, The Worlds Living Religious, (Edinberg: T&T Clark, 1927) 28.

[26] رائے روشن لعل، بھگوت گیتا (لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۳ء)۱۸٦۔

[۲۷] ڈاکٹر ذاکر نائیک، تقابل ادیان، ۱۱۲۔

[28] Tara Chand, Influence of Islam on Indian, culture, 47.

[29] Jawaharlal Nehru, The Discovery of India, 98.

[۳۰] سریندر ناتھ داس گپتا، تاریخ ہندی فلسفہ (حیدرآباد: دار طبع جامعہ عثمانیہ، ۱۹۴۴ء)۲/٦٦۲۔

[۳۱] رائے روشن لال، بھگوت گیتا، ۷۰۔

[۳۲] نگینا سنگھ، ہندو تصوف (دہلی: ۱۹۰۱ء)۲۰، ۲۱۔

[۳۳] ابوالاعلیٰ مودودی، الجہاد فی الاسلام (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن۔ ۱۹۸٦ء)۳۵٦۔

[۳۴] القرآن الکریم، سورۃ العلق، آیت ۱تا۵۔

[۳۵] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجہ (دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي، س ن) رقم الحديث ۲۲۹۔

[۳٦]القرآن الکریم، سورۃ الزلزال، آیت ۷، ۸۔

[۳۷] القرآن الکریم، سورۃ الاعلیٰ، آیت ۱۴۔